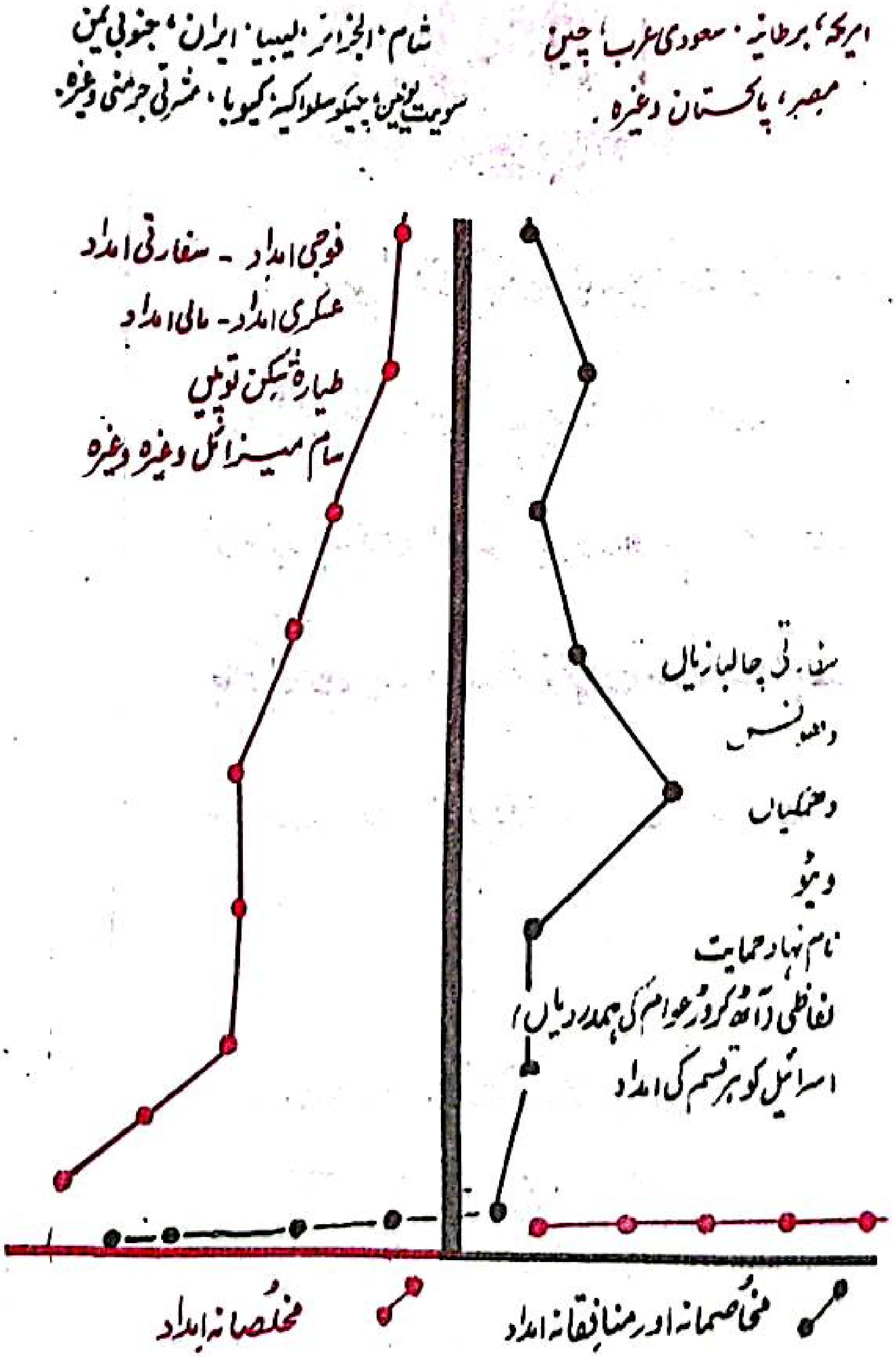


فلسطینی مجاہدین کے دوستوں اور دشمنوں کی کارکردگی

زموږ نعره !

موږ د فلسطیني مجاهدینو په نامه،

دروغګو، مکرجن، بې ایمانه او سامراج نوازه

خواخوږو باندې لعنت لیږو. او په اسلامي

جامو کښې پټو دغه دلستوڼو مارانو ته د قهر

په نظر ګورو، او د دوی د ستر اسلامي کاروان

غړي نه ګڼو.

پښتون سټوډنټس آرګنائزیشن کوټه

پښتون سټوډنټس آرګنائزېشن

رڼا

اوس تاڼه دي بې خطره ورو ځي - موږ دا په لار کښي شعور ځکه ټینګوو

جون جولائی سنہ ۱۹۸۲ء

صفحہ	مندرجات	نمبر
۲	زمونږ نعره ۔	۱۔
۳	فلسطین پکار رہا ہے ۔	۲۔
۱۴	سیاسی اور سماجی اصطلاح ۔	۳۔
۱۷	چار دیواری تو مال! چادر کہاں ؟	۴۔
۲۰	پرتمین ثور انقلاب کی چوتھی سالگرہ کے موقع پر پشتو کے شاعروں کے کہے گئے اشعار کے چند قطعات ۔	۵۔
۲۲	پاکستان پروگریسو سٹوڈنٹس الائنس (بلوچستان) پر جائزہ رپورٹ	۶۔

فلسطین پکار رہا ہے

ارضِ فلسطین کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے یہ ضروری ہوگا کہ عالمی سامراجیوں کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یورپی صنعتی انقلاب نے جہاں انسانوں کو تھوڑی بہت راحت و آرام مہیا کی، وہاں ساتھ ہی ساتھ انسانیت کو ان گنت مصائب و آلام سے بھی دوچار کیا۔ صنعتی انقلاب کے ساتھ ساتھ نوآبادیاتی نظام کی بھی بنیاد پڑی، کیونکہ یورپ کو اپنے صنعتی اداروں کے چلاؤ اور باقی ماندہ دنیا کو اپنی مصنوعات کی منڈی بنانے کے لئے خام مال کی بے انتہا ضرورت تھی اس لئے یورپی ممالک کو دنیا کی از سرِ نو تقسیم کی ضرورت سے زیادہ شدت محسوس ہوئی۔ یورپی سرمایہ داروں کی ان ہی شیطانی خواہشات کی بدولت دنیا کو پہلی جنگِ عظیم کی تباہ کاریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان یورپی بھیڑیوں نے صرف اپنے بے پناہ سرمائے کے ذخیروں میں مزید اضافے کے لئے دنیا کو جنگ کا گہوارہ بنایا، اور اسی مقصد کے لئے دنیا کی مختلف غیر ترقی یافتہ مگر خام مال سے مالا مال قوموں کو غلامی کی بے رحم زنجیروں میں جکڑا۔ پہلی جنگِ عظیم سے پہلے بھی یورپی ممالک نے دنیا کی غریب قوموں پر غلامی کو مسلط کیا تھا لیکن ان کی شیطانی خواہشات کا عروج سنہ ۱۹۱۴ء اور سنہ ۱۹۴۵ء کی پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں نمایاں طور پر سامنے آیا۔ دنیا کے اس بندربانٹ میں برطانوی، فرانسیسی، اطالوی، اسپینی امریکی اور جاپانی سامراجی حکومتیں پیش پیش تھیں، پہلی جنگِ عظیم اور اس سے پہلے برطانوی سامراج کو ان سب میں اولیت حاصل تھی، لمبی مدت تک یہ سامراجی بھیڑیے بغیر روک ٹوک کھلے بندوں دنیا کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہے لیکن اِن سامراجی طاقتوں کو اس وقت کاری ضرب لگی جب دنیا میں دیگر واقعات کے علاوہ دو عظیم تاریخی واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ پہلا تاریخی واقعہ ۱۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء کو پیش آیا جب محنت کشوں کی جدوجہد کی بدولت ایک سائنسی

نظریہ پر مبنی عظیم سماجی انقلاب نے جنم لیا۔ جس کی بدولت دنیا کے نقشے پر ایک ریاست کی صورت میں مظلوم محنت کش انسانوں کا راج قائم ہوا۔ دوسرا عظیم تاریخی واقعہ ۱۹۱۹ء کو پیش آیا جب اس وقت کے عالمی سامراج کے سرغنہ برطانیہ کو افغانستان کے غیور عوام سے تاریخ کی شرمناک ہزیمت اٹھانی پڑی اور جس کے بدولت ایک آزاد اور خود مختار مملکت افغانستان کا قیام ممکن ہوا۔ اِن دو تاریخی واقعات کی بدولت سامراج کے زیر تسلط مظلوم قوموں کے دل جذبہ حریت و آزادی سے معمور ہوئے اور دنیا کے بیشتر غلام ملکوں میں آزادی کی ولولہ انگیز تحریکوں نے جنم لیا جس کے نتیجے میں سامراج نے بامر مجبوری غلام قوموں کو آزادی دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور اپنی اس شکست کو فتح میں بدلنے کے لئے نئی سامراجی چالوں سے لیس ہو کر میدان میں کود پڑا۔ عوامی دباؤ کے پیش نظر سامراجی قوتوں نے غلام ملکوں اور قوموں کو بظاہر تو آزادی بخشی۔ لیکن ان ملکوں اور قوموں سے وابستہ اپنے سامراجی مفادات کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اس طرح دنیا ایک نئے عالمی سامراجی نظام یعنی جدید نوآبادیاتی نظام کے شکنجے میں جکڑ گئی۔ اور اس نظام کے بچاؤ کیلئے نت نئے ناروا ہتھکنڈوں کا استعمال آج بھی جاری وساری ہے اور آج دنیا کے کثیر ممالک اور قوموں کو صرف نام کے حد تک آزادی حاصل ہے۔ اسی لئے تو آج بھی حقیقی آزادی کے لئے دنیا کے بیشتر ممالک، قومیں اور جمہوریت دوست قوتیں سامراج اور اس کی حواری حکومتوں سے برسرِ پیکار ہیں۔ یوں تو اُن میں سے اکثر امن، آزادی خوشحالی اور ترقی کے لئے سامراج اور اُس کے حواریوں کے ہاتھوں بربریت ظلم و تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ لیکن فلسطینی عوام کو دورِ حاضر کے عالمی سامراج کے سرغنہ امریکہ کی ناجائز پیداوار رجعتی جنونی اسرائیلی ریاست کے ظلم وجبر کا جس طرح سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس ظلم وجبر کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے ارض فلسطین لبنان اور صیہونی تاریخ کا مختصر جائزہ پیش کرنا بے جا نہ ہوگا۔

ارضِ فلسطین تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف فاتحین کی آماجگاہ رہا ہے۔ یوں اس سرزمین نے جغرافیائی، فوجی اہمیت اور تجارتی گزرگاہ ہونے کی بدولت بارہا تعمیر و ریخت کے مناظر دیکھے۔ پہلی مرتبہ حضرت داؤدؑ نے گیارہوی صدی قبل مسیح میں یروشلم کو اپنا

پایہ تخت قرار دیا۔ جبکہ حضرت سلیمانؑ نے دسویں صدی ق م میں یروشلم (بیت المقدس) کے پہلے ہیکل کی تعمیر کی، جو آج بھی ہیکل سلیمانی کے نام سے مشہور ہے۔ ۷۲۱ ق.م میں اشوریوں نے اس سلطنت پر قبضہ کیا بعد میں بخت نصر نے اس سلطنت پر حملہ کرکے تباہی و بربادی مچادی۔ اس حملے سے یہودی مرکزیت ختم ہوگئی اور محکومی و غلامی اُن کا مقدر بن گئی۔ اس واقعہ کے ساٹھ برس بعد شاہ فارس سائرس نے جب دریائے فرات اور بحیرہ روم کے درمیانی علاقوں کی فتح کے بعد یہودیوں کو پھر فلسطین جانے کی اجازت دے دی۔ تو انہیں یروشلم کی دوبارہ آبادی اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔ لیکن شاہ فارس کی جانب سے دی گئی آزادیوں کو سکندر یونانی نے ایک مرتبہ پھر ۳۳۲ ق.م میں اس علاقے پر حملہ کرکے ختم کردیا۔ بعد میں ۳۲۰ ق م میں بطلیموس اور ۶۶ ق.م میں رومی نے اس علاقے پر قبضہ کرلیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے مبعوث ہونے کے بعد یہودیوں نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا۔ ۷۰ء میں رومیوں نے اس سرزمین کو روند ڈالا۔ قبل مسیح بعد مسیح میں تبدیل ہوچکا تھا مگر یہودیوں کی حالت جوں کی توں رہی۔ ۱۳۵ء میں شاہ ہیڈرین نے یروشلم پر قبضہ کرکے یہودیوں کو جلاوطن کردیا۔ غرضیکہ اس کے بعد بھی یہودی ہزیمت کا شکار رہے۔ اور پوری دنیا میں بکھر گئے۔ ۶۳۶ء میں حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے فلسطین فتح کیا۔

اس کے بعد فلسطین مسلمانوں سے چھیننے کے لئے صلیبی جنگیں لڑی گئیں۔ سلطنت عثمانیہ میں بھی فلسطین مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ ۱۹۱۷ء میں جنرل ایلن۔ بی کی قیادت میں فلسطین پر برطانوی سامراج کا قبضہ ہوا۔ لیکن اس تمام عرصہ میں یہودی اپنی ریاست کے حصول کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کرنے میں مصروف رہے۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں کچھ سرمایہ دار یہودیوں نے فلسطین میں زمین خرید کر اپنی آبادی شروع کی۔ یہ دراصل صیہونی تحریک کی ابتداء تھی۔ ایک بہت بڑے سرمایہ دار یہودی لارڈ راس چائلڈ کی قیادت میں دیگر امیر ترین یہودیوں نے دنیا کے مختلف ملکوں میں آباد پُرسکون زندگی گزارنے والے یہودیوں کو فلسطین کی جانب راغب کیا اور یوں یہودی دنیا کے مختلف علاقوں سے فلسطین کی جانب کوچ کرنے لگے اور وہاں آباد ہونا شروع ہوگئے۔ ۱۸۸۱ء کے لگ بھگ یورپ میں ایک انجمن "محبانِ صیہونیت" قائم ہوئی۔ ۱۸۹۰ء میں ایک آسٹریلوی صحافی تھیوڈر ہرزل نے بھی ایک صیہونی سوسائٹی قائم کی۔ جس کا مقصد یہودیوں کو

ایک قومی ریاست میں جمع کرنا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے برطانوی سامراج نے سنہ ۱۹۰۱ء میں یوگنڈا کو آزادی دیتے وقت اسی ملک (یوگنڈا) کو یہودیوں کی قومی ریاست بنانے کی تجویز پیش کی تھی۔ تاکہ دنیا بھر کے یہودی یوگنڈا میں جمع ہوں۔ مگر صیہونی کانگریس نے اس تجویز کو قبول نہ کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت مصر کے علاوہ مشرق وسطیٰ کے علاقے ترکی کی خلافت کے زیر نگین تھے اور جب سلطان ترکی نے پہلی جنگ عظیم سنہ ۱۹۱۴ء جب وہ جرمنی اور آسٹریلیا کا حلیف بنا اور برطانوی سامراج کے خلاف خلیفۃ المسلمین کی حیثیت سے جہاد کا حکم دیا۔ تو اُس وقت کے عالمی سامراج کے سرغنہ برطانیہ نے اِس خطرے سے بچنے کے لئے عربوں کو ترکوں سے علیحدہ کرنے کی سازش کی، اور ترکوں اور عربوں کو آپس میں لڑوانے کے لئے ناروا سامراجی ہتھکنڈے استعمال کئے، بعد میں برطانوی سامراج اِن مذموم مقاصد کو بدنام زمانہ لارنس "جو بعد میں لارنس آف عربیہ کے نام سے مشہور ہوا" کے ذریعے پورا کرنے میں کامیاب ہوا۔ نوٹ (یہ وہی لارنس آف عربیہ ہے جو غازی امان اللہ خان کے خلاف افغانی عوام کے مذہبی جذبات کو ابھارنے کے لئے افغانستان میں مُلا شور بازار اور مجددی خاندان کی وساطت اور ہمنوائی سے پیر مکرم شاہ کے نام سے سالوں افغانستان کی سرزمین پر رہا اور آخر کار کفر اور اسلام کے نام پر افغانی عوام کے مہربان امیر غازی امان اللہ خان کو جلا وطنی پر مجبور کیا اور آج ایک بار پھر لارنس کے اس وقت کے ایجنٹ ملا شور بازار کے چیلے اور امریکی سامراج کے پٹھو مجددی خاندان اور اِسی طرح کے دیگر سامراج دوست قوتیں افغان عوام اور پشتونوں کو دست و گریبان کئے ہوئے ہیں۔)

چنانچہ حصول مقصد کیلئے برطانوی سامراج نے اپنے سرمایے اور مکاری کی بدولت عربوں میں وطن دشمن پٹھو افراد ڈھونڈ نکالے۔ اِن افراد نے ترکوں سے عربوں کی آزادی کا نعرہ بلند کیا جس کے نتیجے میں عرب علاقوں میں جگہ جگہ ترک باشندوں کا قتل عام ہوا۔ یہاں تک کہ خداوند قدوس کے گھر پاک خانہ کعبہ میں پناہ لینے والے ہزاروں ترکوں کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا گیا۔ آخر کار جب برطانوی سامراج کا اولین مقصد پورا ہو گیا تو برطانوی سامراج نے دیگر سامراجی چالیں چلتے ہوئے عرب ملکوں کو تمام عمر اپنے زیر دست رکھنے کی خاطر ایک عرب سلطنت یا ایک عرب وفاق کی بجائے تمام عرب کے حصے بخرے کر دیئے جس کے نتیجے میں عرب کو شام، عراق، لبنان اور اُردن

ی ریاستوں میں تقسیم کر دیا اور وہاں اپنے نمک حلال وطن دشمن حواریوں کو عنانِ حکومت حوالے کیا۔ عراق پر فیصل بن حسین، مشرقی اردن پر عبداللہ کو اور سعودی عرب پر شاہ عبدالعزیز کو اپنا نمائندہ نامزد کیا۔ جبکہ بقیہ شام اور فلسطین کو برطانوی عملداری میں رکھا گیا۔

چونکہ گذشتہ دنوں کے اس تمام کھیل میں یہودی سرمایہ داروں نے ہر طرح سے برطانیہ کی معاونت کی تھی اور یہودیوں کی وساطت ہی سے امریکہ جس کی معیشت پر یہودیوں کی مکمل گرفت تھی برطانیہ کو جنگی ہتھیار دینے میں پیش پیش تھا۔ سو برطانوی سامراج نے یہودیوں کو اس نیکی کا صلہ دینے اور عرب علاقوں کو ہمیشہ ہمیشہ اپنے زیر تسلط رکھنے کی خاطر اس بات کی ضرورت محسوس کی، کہ عربوں کے قلب میں ایک ایسی ریاست قائم کی جائے، جس کے بدولت اگر عرب کسی وقت برطانوی راج سے نکلنا بھی چاہیں تو نکل نہ سکیں۔ اس مقصد کے لئے برطانوی حکومت نے ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کو "اعلان بالفور" جاری کیا جس میں یہودی وطن کے قیام کے لیے اپنی تمام امکانی کوششوں کے باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی۔

سنہ ۱۹۱۹ء کے بعد دنیا کے مختلف علاقوں میں صیہونیت کے خلاف تحریکوں کے نتیجے میں صیہونی سوسائٹیوں کی انتھک جدوجہد کے بعد ہزاروں کی تعداد میں یہودیوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فلسطین کا رخ کیا۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں یہاں یہودیوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہودیوں نے اپنے سرمایہ کے بل بوتے پر غریب فلسطینی عوام سے زمینیں خرید کر اپنی نئی بستیاں آباد کیں۔ فلسطینی عوام کو یہودیوں کی کثیر تعداد میں فلسطین کی طرف مراجعت کرنے پر اصل خطرے کا احساس ہوا جس کے نتیجے میں سنہ ۱۹۳۶ء میں پورے فلسطین میں مفتی اعظم فلسطین کے زیر قیادت احتجاجی مظاہرے شروع ہوئے۔ برطانوی سامراج نے حالات پر قابو کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے پالیسیاں تبدیل کیں۔ پہلے تقسیم فلسطین کی پالیسی اختیار کی۔ جس کے لئے ووڈہیڈ کمیشن کو فلسطین بھیج بعد میں یہودیوں اور فلسطینیوں سے الگ الگ مذاکرات، کیونکہ فلسطینی کسی قیمت پر بھی مشترکہ مذاکرات پر آمادہ نہ تھے۔ فلسطینی دباؤ میں آکر یہودیوں پر چند پابندیاں عائد کی گئیں جن میں زمین کی خرید اور مزید یہودیوں کی آمد پر پابندیاں شامل تھیں تاہم یہودیوں کی سالانہ فلسطین آمد کے لئے معمولی تعداد کی اجازت دی گئی۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں فلسطین کو آزاد کرنے کا اعلان بھی کیا گیا لیکن

سامراجی عادات کے عین مطابق فیصلوں پر عملدرآمد نہ کیا گیا۔ حالات خراب ہونے پر برطانوی سامراج نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت اس مسئلے کو اقوام متحدہ میں پیش کیا ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو قلیل اکثریت کی رائے پر جنرل اسمبلی نے فلسطین تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا اور اس سازش میں موجودہ دور کے عالمی سامراج کے سرغنہ امریکہ کا کردار نہایت ہی گھناؤنا اور شرمناک تھا جس کی بدولت آخرکار ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو ارض فلسطین میں صیہونی ریاست کا قیام عمل میں آیا اور اس کا باضابطہ اعلان ہوا۔ یوں برطانیہ، امریکہ اور دیگر سامراجی ممالک نے اپنے مشترکہ سامراجی مفادات کو پروان چڑھانے کے لئے اس ناجائز صیہونی ریاست کو جنم دیا۔ اس ناجائز ریاست کے قیام کے اول دن سے ہی اسرائیلیوں نے اس ناجائز مملکت کو وسعت دینے اور اپنے آقا امریکی سامراج کے مقاصد کی تکمیل کے لئے مختلف ہتھکنڈے شروع کئے۔ اور اسرائیل، امریکی سامراج اور اس کے زرخرید مسلمان اور غیر مسلمان حکمران طبقوں کی ملی بھگت سے اس مقصد کے لئے آج تک ننگی جارحیت روا رکھے ہوئے ہے۔ ۱۹۵۶ء میں نہر سویز کے مسئلہ پر برطانیہ اور فرانس کی مصر سے جنگ کے دوران اسرائیل نے صحرائے سینا کے کچھ حصے پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح بعد میں صیہونی حکومت نے مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ساتھ ساتھ شام کے پہاڑی سلسلے درہ جولان، اردن کے مغربی کنارے اور بعد میں ۱۹۶۷ء کی جنگ میں مصر کے پورے صحرائے سینا پر قبضہ کر لیا۔ مسجد اقصیٰ کو نیپام بموں سے نذر آتش کیا۔ قبلہ اول بیت المقدس کی بے حرمتی ہوئی اور یہ عمل آج بھی جاری ہے۔

ابھی حال ہی میں بے گھر فلسطینی مجاہدین پر لبنان میں اسرائیل نے ایک مرتبہ پھر اپنے آقا امریکی سامراج اور اس کے بین الاقوامی حامیوں کے اشارے پر جدید تباہ کن امریکی اسلحے سے حملہ کر کے عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو شہید کر دیا۔ اور لبنان میں فلسطینی آبادیوں پہ انسانیت سوز مظالم کئے۔ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں بلکہ صیہونی ریاست کے قیام کے بعد فلسطینیوں پر اسرائیل، امریکہ اور اس کے بین الاقوامی پٹھوؤں نے ظلم کے پہاڑ توڑے، خاص کر چند رجعت نام نہاد اسلامی حکومتوں نے۔ ان مظالم کی وجہ سے فلسطینیوں کا اپنے وطن میں رہنا محال ہو گیا۔ اور یوں فلسطینی مجاہدین ان ملکوں سے بھی بڑی تعداد میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔

ساتوں سال کی مسلح جدوجہد کے بعد فلسطینی مجاہدین نے آخرکار یاسر عرفات کی رہنمائی میں تنظیم آزادی فلسطین (ت.آ.ف) کی بنیاد رکھی۔ جس نے آنے والے سالوں میں نئی فلسطینی پود کو ایک نیا ولولہ اور ایمانی جذبہ بخشا۔ اس تنظیم نے اپنے دوستوں یعنی عالمی انسانیت دوست تحریک سے وابستہ ملکوں کے امداد کی بدولت اسرائیلی جارحیت کا ایک حد تک ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور آج بھی ان ہی دوست ملکوں اور طاقتوں کی امداد کی بدولت فلسطینی مجاہدین اپنے شامی بھائیوں کے شانہ بشانہ صیہونیت سے نبرد آزما ہیں۔ چنانچہ نتیجہ کے طور پر امریکی سامراج، اسرائیل اور علاقے کی رجعتی امریکن دوست ملکوں کے مفادات کو مستقبل میں آزاد فلسطینی ریاست سے بے شمار خطرات نظر آئے۔ کیونکہ تنظیم آزادی فلسطین (پی۔ ایل۔ او) نے فلسطین کی آزادی کی مسلح جدوجہد کے ساتھ ساتھ مستقبل کی آزاد خودمختار فلسطینی ریاست میں بھوک، افلاس، ناخواندگی، سماجی اور معاشی نابرابری دور کرنے کے لئے بھی ایک واضح پروگرام پیش کیا اور اس حصول کے لئے اول ہی روز سے انتھک جدوجہد کا آغاز کیا۔ چنانچہ مستقبل کی خودمختار، مترقی ضد امپریالیزم جمہوری فلسطینی ریاست سے امریکہ، اسرائیل اور خطے کی تمام فلسطین دشمن امریکن دوست شاہی عرب ملکوں کو خطرہ لاحق ہوا۔ اسی لئے اردن کے شاہ حسین نے کئی سال قبل امریکی نمک ادا کرتے ہوئے اس خطرے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹالنے کے لئے طیاروں بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکوں کی مدد سے فلسطینیوں کو تہس نہس کرنے کے لئے اردن میں آباد بے گھر فلسطینیوں پر بھرپور حملہ کر دیا۔ ہزاروں فلسطینی عورتوں، بچوں جوانوں اور بوڑھوں کو شہید یا زخمی کر دیا۔ فلسطینی مجاہدین کی جانب سے موثر مزاحمت پر اردن کے شاہ حسین نے اپنے رجعتی فلسطین دشمن امریکن نواز کیمپ سے امداد وصول کی، اوروں کے علاوہ پاکستان نے اپنی فطرت "فراخ دلی" کا مظاہرہ کرتے ہوئے عسکری قوت فراہم کی۔ پاکستانی جرنیلوں نے "اچھی کارکردگی" کا مظاہرہ کرنے کے لئے خوب خوب مظلوم فلسطینیوں کا خون بہایا۔ اس اچھی کارکردگی کی بناء پر ایک جرنیل کی تو شاہ حسین نے خوب داد دی۔ اور اس کا سینہ بہادری کے تمغوں سے سجایا۔ بعد میں جب وقتاً فوقتاً "اچھی کارکردگی" کی بدولت اس جرنیل کی اسلام اور مظلوم دشمنی پر امریکی سامراج کو کامل یقین آیا تو امریکی سامراج کی ایک گہری سازش کے تحت فلسطینیوں کے اس قاتل کو پاکستان کے مظلوم و مقہور عوام پر مسلط کر دیا گیا۔ اور یہ کیفیت آج بھی موجود ہے۔

چنانچہ شاہی اردن کے حملہ کے نتیجہ کے طور پر فلسطینیوں کی اکثریت اردن چھوڑنے پر مجبور ہوئی اور لبنان کا رُخ کیا۔ جہاں وہ مسلسل اسرائیل، فلانجسٹ عیسائی ملیشیا اور دیگر عرب رجعتی ملکوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار رہے اور آج ان فلسطینیوں پر لبنان کی سرزمین بھی تنگ کی جارہی ہے۔ لیکن فلسطینی مجاہدین اپنے دوست ملکوں کی جانب سے دیئے گئے درمیانہ درجہ کے فوجی ہتھیاروں سے اسرائیلی جارحیت کا فلسطینی رہبر یاسر عرفات کی رہنمائی میں جس بے جگری سے مقابلہ کررہے ہیں۔ اس طرح کا مقابلہ تمام رجعتی عرب ملکوں نے شاید کبھی مشکل سے مشترکہ طور پر مل کر بھی کیا ہو!

صیہونی استبدادی حکومت نے فلسطینیوں پر ظلم و جبر کے علاوہ عالم اسلام اور انسانیت کی حمیت و غیرت کو جانچنے کے لئے بیت المقدس پر قبضے کے بعد بار بار قبلہ اول کی بے حرمتی کی۔ قبلہ اول کو صیہونی مرکز گردانا۔ مسجد اقصیٰ کو نذرِ آتش کیا اور مسجد اقصیٰ کے اندر ہی فلسطینیوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی بعض مسلمان ملکوں کے نام نہاد حکمران طبقات نے اس خرابی کی اصل جڑ امریکہ سے تعلقات اور غلامانہ تعاون جاری رکھا۔ بالخصوص سعودی عرب، شاہِ ایران، مصر کے سادات، اردن، پاکستان اور خلیج کی ریاستوں کے شیخوں نے امریکی منصوبے کے تحت اپنے ملکوں کے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر تو اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم نہ کئے۔ مگر خفیہ طور پر اور بطور امریکہ ان کے تعلقات آج بھی اسرائیل سے موجود ہیں۔ ویسے تو شاہ ایران بھی متذکرہ ملکوں کے موجودہ سربراہوں سے کچھ زیادہ ہی اسرائیل دشمن اور فلسطین دوست بننے کی کوشش کرتا تھا لیکن انقلاب ایران کے بعد نئی ضد امریکی ایرانی حکومت نے بڑی تعداد میں خفیہ دستاویزات برآمد کیں جن میں واضح طور پر ایران اور اسرائیل کے درمیان خفیہ معاہدات اور تعلقات کے شواہد موجود ہیں۔ تو کیا اس نیض سے موجودہ امریکہ نواز رجعتی نام نہاد مسلمان ملکوں کے حکمران طبقات مُبرا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! ...... کیا ان غلام ملکوں کے سربراہوں نے ان حقائق کا ثبوت بار بار امریکی صدور کو اپنے ممالک کے دورے کروا کر فراہم نہیں کیا۔ اور کیا آج بھی ان ممالک کے حکمران طبقات امریکی صدر کے دورے کو باعثِ افتخار تصور نہیں کرتے، اور اُن کے لئے چشم براہ نہیں ہیں۔ اور کیا پاکستان کے نام نہاد صدر ضیاء الحق نے اپنے امریکہ کے دورے

کی تاریخ کا اعلان دورے سے ایک سال قبل نہیں کیا ہے اور نجانے اُن پر دورے کے وقت کس خوشی کے مارے کیسے ٹھنڈے گرم بخار آئیں! کیا اِن نام نہاد مسلمانوں نے کبھی بھی بیت المقدس کے قبضہ اور بے حرمتی پر امریکہ سے احتجاج کیا! کیا کبھی امریکی ویٹو پر اُن کی رگِ مسلمانی پھڑکی؟ ہرگز نہیں۔ کیا بیت المقدس کے قبضے اور بے حرمتی کے بعد بھی اِن حکمران طبقات نے امریکی صدر وائٹ ہاؤس میں جام نہ ٹکرائے! کیا رجعتی عرب ملکوں کا سرمایہ اور دولت آج بھی امریکی بنکوں میں نہیں پڑا ہے! کیا امریکی معیشت عرب سرمائے اور بے دام عرب تیل پر اپنی بنیادوں کو نہیں پہنچتی ہے! کیا اِن قوتوں نے عرب دوست قوتوں اور فلسطینیوں کو امریکن ساختہ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی بھٹی کی نذر نہ کیا! کیا کئی مرتبہ امریکہ نے اِن کو امداد کا وعدہ کر کے دھوکہ میں مبتلا نہ کیا! کیا ۱۹۷۱ء کی جنگ میں چھٹے امریکی بیڑے کے انتظار نے پاکستان کی نیا نہ ڈبوئی! لیکن امریکہ نے اسرائیل کے ساتھ جو بھی جائز ناجائز وعدہ کیا۔ اُسے ہر حال میں پورا کیا اور آج بھی امریکی صدر ریگن کھلم کھلا جارح اسرائیل کی عملی فوجی اور سفارتی حمایت کر رہا ہے اور مضبوط اسرائیل کی ضمانت دے رہا ہے۔ مگر سالوں سال کے ان تمام امریکی ہتھکنڈوں اور اسرائیل نواز اقدامات پر بعض نام نہاد اسلامی ملکوں مثلاً سعودی عرب، پاکستان اور اردن وغیرہ اور دُنیا کے دیگر سامراجی ممالک مثلاً شاؤنسٹ چین، فرانس، جاپان اور برطانیہ وغیرہ نے اُف تک نہ کی۔ بلکہ الٹا اسرائیل بہ معنی امریکہ کی پشت پناہی کی۔ لیکن اس کے برعکس چار سال قبل افغانستان میں جب امریکی مفادات کو جابر شاہی دور کے خاتمے اور صحت مندانہ تبدیلی کے بعد نقصان پہنچا تو اِن مسلمان اور غیر مسلمان امریکی پٹھوؤں نے اسلام کے غم میں دُبلا ہونا شروع کیا۔ اور پورے بیت المقدس کو غلام اور فلسطینیوں کو امریکہ کے ہاتھوں قربانی کا بکرا بنانے والے امریکی مفادات کے بچاؤ کے لئے افغانستان کے عوام کے مذہبی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے سی۔ آئی۔ اے کی زیرِ نگرانی اِسلام، اِسلام کا واویلا کرنے لگے۔ دراصل یہ ہتھیار سی۔ آئی۔ اے نے برطانوی سامراج کے کامیاب تجربات سے سیکھا ہے۔ جس کی بدولت ہی برطانوی سامراج نے اُس وقت کے زر خرید وطن فروش ملاؤں، پیروں اور جاگیرداروں کے ذریعے غازی امان اللہ خان جیسے محبِ وطن کو بھی وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔ لیکن سی۔ آئی۔ اے

کو شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ تجربات ہی کی بنیاد پر شعور پروان چڑھتا ہے۔ اس لئے اب افغان عوام کو مقدس اسلام کو نام نہاد ابلیسی سامراجی مقاصد کے لئے ورغلا کر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ جب سی۔ آئی۔ اے نے اس ہتھیار کو ناکارہ پایا تو ان رجعتی قوتوں کی سرکردگی میں افغان عوام کو اس جرأت اور شعور کا مزا چکھانے کے لئے ارتجاعی ملکوں کے ماہروں کی زیر نگرانی امریکی منصوبے کے تحت کرایہ کے قاتلوں کی بین الاقوامی اور مقامی ٹولیوں کے ذریعے افغان عوام کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کیا۔ بوڑھے، بچوں کو قتل کرکے عورتوں کو اغواء کرکے فحاشی کے پاکستانی اور بین الاقوامی اڈوں کی زینت بنایا گیا۔ افغان عوام کو دھونس، دھمکی اور لالچ کے ذریعے وطن چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور لبعد میں ان کو مہاجرین کا نام دے کر سیاسی اسٹنٹ بنایا گیا اور ان کے نام پر ملنے والی امداد پر پاکستان کی مردہ معیشت کو سہارا دیا گیا۔ امریکی مفادات کی نگہداشت کے لئے آج بھی آگ اور خون کا یہ کھیل اسلام کے مقدس نام پر جاری ہے اور لاکھوں پشتون اور افغان عوام اس کی نذر ہو چکے ہیں۔ لیکن امریکی سامراج کی جہنم کی بھٹی ہے کہ سرد ہی نہیں پڑتی! آج افغانستان میں سابقہ گلی سڑی شاہی حکومت کی دوبارہ بحالی کے لئے عوام دوست، سچے افغان حکمرانوں پر غازی امان اللہ خان کے دور کی طرح کفر کے فتوؤں اور محب وطن افغانوں کے قتل میں امریکی سامراج اور اسکی تمام پٹھو حکومتیں پیش پیش ہیں۔ جن کی جانب سے اسرائیلی حمایت، مالی اور عسکری امداد کی بدولت ہی بیت المقدس غلام اور فلسطینی بے گھر ہیں۔ جبکہ فلسطینوں کے اصل دوست آج بھی افغانستان اور وہاں کے عوام کو سامراجی ہتھکنڈوں سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ حقیقت نہیں تو افغان عوام اور افغانستان کو اسلامی کانفرنس، اسلامی وزراء خارجہ کانفرنس عرب لیگ کانفرنس، عرب وزراء خارجہ کانفرنس، یورپی مشترکہ منڈی کانفرنس، ناٹو، جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاسوں کے ذریعے نیست و نابود کرنے والے آج صیہونیت کے ہاتھوں بے گناہ فلسطینوں کے قتل، لبنان پر قبضے، بیت المقدس کی غلامی اور لبعد میں اس کی بےحرمتی پر کہاں سوئے پڑے ہیں اور اصل اسلام اور انسانیت کے مسئلے پر ان کے فروخت شدہ ضمیر بے گناہ فلسطینوں کی آہ پکار شام اور لیبیا کے مطالبے کے باوجود کیوں کس قسم کا

ہنگامی اجلاس بلانے کی اجازت نہیں دیتے ۔ یہ صرف اس لئے کہ یہ سب کچھ اِن کے آقا امریکی سامراج کا کیا کرایا ہے ۔ بھلا مہذب نمک حلال اپنے آقا کے خلاف کیوں بولیں ۔

اِن حقائق کی روشنی میں اگر ہم حالات کا صحیح جائزہ لیں تو فلسطینی مجاہدین اور دیگر حقیقی آزادی سے محترم قوتوں کے اصل دوستوں اور دشمنوں کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ اس کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا کہ وہ کون سی قوتیں ہیں ۔ جن کی عسکری اور مالی امداد کے بل بوتے پر فلسطینی مجاہدین اور شام وغیرہ پامردی سے صیہونیت کے خلاف برسرِ پیکار ہیں ۔ اور کون ہیں وہ لوگ جو گرم گرم بیانوں کے ذریعے فلسطین اور اسلام دشمنی چھپانے، اپنی پردہ پوشی اور مکاری و عیاری کا ثبوت دینے کے لئے صرف زبانی حد تک فلسطینی مجاہدین کے ساتھ نام نہاد یک جہتی کا اظہار کرتے ہیں اور زبانی جمع خرچ اور اپنا بیان نشر و اشاعت کے اداروں کی زینت بنانے کے لئے اپنا تن من (٥.٧.جر) تنظیم آزادی فلسطین کے حوالے کرنے کا کھوکھلا اعلان کرتی ہیں ۔ مگر دیتی کچھ بھی نہیں ! ان پر پشتو کی ایک کہاوت "کور فی تو متا جاد (؟) شکہ دی مہ دی" صادق آتی ہے ۔ اول الذکر یقیناً شام ، لیبیا ، الجزائر ، جنوبی یمن ، موجودہ ایران ، موجودہ افغانستان ، بعض معقول عرب ریاستیں اور اُن کے ساتھی کیوبا ، روس ، مشرقی جرمنی چیکوسلواکیہ ، پولینڈ اور دُنیا کے دیگر انسانیت دوست ممالک ہیں ، جبکہ موخر الذکر حکومتیں یقیناً سعودی عرب ، مصر ، پاکستان ، اردن سامراج دوست خلیج کی ریاستیں ، چین وغیرہ اور اُن کا آقا امریکی سامراج سرِ فہرست ہیں ۔

اس لئے یہ آسان ہوگا کہ ہم فلسطینی مجاہدین کے اصل دوستوں اور آشکارہ اور درپردہ دشمنوں کو پیمانہ بناکر مظلوم قوتوں اور خاص کر مسلمانوں کے دوستوں اور دشمنوں کا سراغ لگائیں ۔ ہمارے خیال میں اسلام دوستی اور دشمنی کی پہچان کیلئے یہ ایک معیاری پیمانہ ہوگا ۔

✓ فلسطینی مجاہدین کامران و زندہ باد

صیہونیت مردہ باد

امریکی ایجنٹ مردہ باد

✓ فلسطین ، انقلابی افغانستان اور اُنکی دوست قوتوں کا اتحاد زندہ باد ۔

سیاسی اور سماجی اصطلاح

صیہونیت (ZIONISM)

صیہونیت بورژوازی سے مربوط، یہودیوں کی قوم پرستانہ متعصب عملی ہے، جو گذشتہ صدی کے اواخر میں یورپ میں وجود میں آئی۔ اور اب اسرائیل کی جارحانہ ریاست میں بدل گیا ہے۔ یہ نام صیہون (جو یروشلم کے شہر کے قریب ایک جگہ ہے) سے لیا گیا ہے۔ یہ جگہ یہودیوں کے لئے بھی متبرک مقام کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۱۸۹۷ء میں ایک گروہ عالمی صیہونیت کی تنظیم کے نام سے وجود میں آیا جس نے اپنا مقصد یہ قرار دیا کہ دنیا بھر سے یہودیوں کو فلسطین میں مجتمع کرنے کا اعلان کرے، یہ تنظیم اس وقت ایسی مالی قوت کی مالک ہے، جو دنیا کی عظیم اجارہ داریوں کی دولت مندی کا مقابلہ کرتی ہے۔ اسرائیلی کمپنیوں میں اس کی شاخیں بہت زیادہ ہیں۔ اور کئی اراضی اور زرعی اداروں، صنعتی اور حصص (SHARES) واحدوں (یونٹوں) کی مالک ہے صیہونیت کا مرکز ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہے جہاں سے وہ دنیا کے ساٹھ ۶۰ سے زائد ممالک میں صیہونی تنظیموں کی فعالیت (کارکردگی) کو کنٹرول کرتی ہے۔ اس تنظیم سے کئی انجمنیں، کلب، کمیٹیاں اور جمعیتیں وابستہ ہیں۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ صیہونیت سب سے اول سامراجی مفاد کے لئے کام کرتی ہے۔ اور اس نے سب سے پہلے لاطینی امریکہ، کینیا یوگنڈا اور مشرقی یورپ میں عمل شروع کیا۔

یہودی بورژوازی، قوم پرستانہ جذبات اور قومی تعصب کی تحریک کے ساتھ طویل عرصہ سے صیہونیت کے جھنڈے تلے، ترقی پسند قوتوں کے خلاف لڑ رہی ہے۔ اور اس نے اپنا یہ عمل ایسے وسائل میں تبدیل کیا ہے۔ جو رجعت پرستی اور سامراجی مفادات کی بڑی خدمت کر رہی ہیں۔ صیہونیت کی بنیاد یہ فکر ہے کہ ایک واحد ملت جو دنیا بھر کے یہودیوں سے تشکیل پائی ہے۔ (اس بات سے قطع نظر کہ کونسا ملک اسکا وطن ہے) وجود رکھتی ہے۔ یہ فکر سیاسی لحاظ سے رجعت پرست فکر ہے۔ اور پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ ہے اور علمی (سائنسی) لحاظ سے بے بنیاد اور غیر منطقی فکر ہے۔ صیہونیت، یہودی قوم کو دنیا کی تمام قوموں سے افضل قوم قرار دیتی ہے۔ اور یہ بتاتی ہے کہ اس قوم کو خود خدا نے منتخب قوم قرار دیا ہے۔ اور ایک خاص مقصد اور پیغام کے لئے صیہونیت سب سے

اوّل پرولتاریا کے مفاد کی دشمن ہے۔

صہیونیت نے کئی سالوں سے اپنا ہدف یہ بنا دیا ہے۔ کہ ہر ملک میں یہودیوں اور اس میں دیگر رہنے والوں کے درمیان نفاق اور تضاد پیدا کرے اور صہیونیت کی کوشش ہے کہ یہودیوں اور دوسرے عوام کے مابین دشمنی کو بڑھا دے۔ اس وجہ سے صہیونیت اور سامی دشمنی جو صہیونیت کے بالمقابل ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں دونوں صہیونیت اور سامی دشمنی اینٹی سیمیٹزم (Anti Semetism) رجعت پرستی، نسل پرستی۔ قوم پرستی کے اندھے عوامل ہیں۔ اور محنت کشوں کے دشمن ہیں۔ ہماری نظریہ پوری قوت سے ان دونوں کی مخالف ہے۔

اس طرح صہیونیت محض ایک نظریہ نہیں۔ بلکہ وسیع طور پر بے شمار بنیادوں کا ایک نظام ہے۔ اور یہودیوں کے اعلیٰ بورژوا طبقہ کے نظریات، تنظیموں، سیاسیات اور سیاسی۔ معاشی (Socio economic) طریقوں کے مجموعہ کی نئی صورت کو تشکیل دیتی ہے۔ جو امریکہ اور دیگر سامراجی ممالک کے اجارہ داریوں کی وجہ سے تقویت پاتی ہے۔ صہیونیت کا بنیادی مقصد جارحانہ شاونزم اور رجعت پرستی ہے

صہیونیت کی کوشش ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں یہودی مزدوروں اور محنت کشوں کو اپنی محنت (کام)، زندگی اور سرگرمیوں کے دائرے میں دوسرے مزدوروں اور محنت کشوں سے جدا کر دے اور مزدور طبقہ اور جمہوری (Democratic) تحریک کی جدوجہد میں ان کی شمولیت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے۔ صہیونیت "قومی مفاد کے لئے یہودیوں کا اتحاد" کے غلط نظریہ کو پھیلانا چاہتی ہے تاکہ یہودی مزدور اور سرمایہ داروں یعنی استحصال ہونے والوں اور استحصال کرنے والوں کے درمیان تضاد کو چھپایا جائے اور حقیقت میں اس طرح کرنے سے وہ یہودی محنت کش کی زندگی کے مفادات کو اعلیٰ اور دشمن یہودی بورژوازی کے مفادات کے لئے قربان کرتی ہے۔ عالمی سامراج، قوم دشمن اور آزادی دشمن تحریکوں کی صورت میں اور سوشلسٹ دشمنی کی سازشوں میں صہیونیت سے استفادہ کرتا ہے۔ (فائدہ اٹھاتا ہے) اور یہودیوں کے طبقوں اور پرتوں کو فریب دیکر اپنی شیطانی اور عوام دشمنی کے منصوبوں کو عملی شکل دیتا ہے۔

د ثور پر تمین انقلاب ظهور ته ډیر بی صبب چې دی شاعرانو ستر ثور انقلاب
لوړو ورځو، نعایت، خوشی او بریالیتوب بیان شوی دی وگوی!

د انقلاب ژغ

ژغ د انقلاب سو د ایشیا په ښه ها طوفان راغی
زړنگی گل خانے سوے پر سامراج د دی خزان راغی
مل سی غریبانو زیاته خاندی خوشالی کوی
ورمبارکی کی چی آخر تی د دوران راغی
بیا به د مجبور د مجبوری استثمار ونه سی
ویښ سی زیار کښانو آزمو لښت مو د ایمان راغی
څوک به پر وطن باندی هیڅ ړنگه یرغل ونه کی
کوری استعمار لره نن تند د آسمان راغی
مر به کله نه سی د خوار زوی په رنځ د لوږی بیا
قدر د دخت وکی آے ملکرو امتحان راغی
راغله زلزله د استبداد په کور نا ورین موجود
مات سو زنځیرونه د جابر جبر لړزان راغی
ستر مبارز راوستی بدلون ترسره بیرغ لاندی
وار دی نړی والو د افغان نوی کاروان راغی
کړو کړوند سوه د بزگر فیوډال له منځه ځی
بس له د غذ زړی سره مل آجل د خان راغی
پیژ دی راز د قام د نوم لوړی غه په یووالی کی
دا شعار د ژوند د آزادی غږ پر زبان راغی

★

لمر د انقلاب دئ ـ سحر د انقلاب دئ

اثر د انقلاب دئ ـ سفر د انقلاب دئ

دا د خلکو زور دئ ـ جشن دئ او شور دئ
ړخوا دئ ړلور دئ ـ دانه دئ لیانور دئ
سو د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

ټول خلک بیداره شو ـ د خپل وطن له پاره شو
بے عاره بے میاره شو ـ پکاره پر دقاره شو
بر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ ـ

د خلکو په قوت سره ـ د خلکو په همت سره
او سو په عزت سره ـ له هر یوه ملت سره
ګذر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

زمونږ خلک بیاوړی دئ ـ پرچا کښے سرلوړی دئ ـ
میدان له ئے راوړی دئ ـ په لوړ دئے لو دوړی دی
حشر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

د افغانی میدان دئ ـ سر بلله الوان دئ
په وینو لالهان دئ ـ سر بیرغ زیان دئ
عسکر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

هر افغان نن په هوش دئ ـ یو د بل په دوش دئ
هر زلمئ په جوش دئ ـ سر کفن ئے پوش دئ ـ
ثمر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

تم به دا طوفان نه سی ـ خلاص به ظالمان نه سی
آخر به ئے تر ګریوان سی ـ اولس د افغان لسی
سنګر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

ساراج سره جنګونه کړو ـ ورته به ئے شلونه کړو
تپیته به ئے اړمیزونه کړو ـ غرڅ به ئے سرنګونه کړو
خنجر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

زغ د کارګرانو دئ ـ بزوزه د بزګرانو دئ ـ
جشن د خوارانو دئ ـ دیر پر ساراجیانو دئ
باور د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

آباد به دا وطن کړو مونږ ـ ګلزار به دا وطن کړو مونږ
وسا به هر یو تن کړو مونږ ـ کړه بے په اتن کړو مونږ
اختر د انقلاب دئ
لمر د انقلاب دئ

پاکستان پروگریسیو سٹوڈنٹس الائنس (بلوچستان) جائزہ رپورٹ

پاکستان پروگریسیو سٹوڈنٹس الائنس (P.P.S.A) بلوچستان نے مرکزی فیصلوں پر عمل کرتے ہوئے پی۔ ایس۔ ایف کے ساتھ مل کر درج ذیل عملیات کیں۔

(الف) ۲۷ اپریل ۱۹۸۲ء کو یوم ثور انقلاب بڑے شاندار اور ولولہ انگیز طریقے سے بلوچستان یونیورسٹی میں منایا گیا جس میں کوئٹہ کے تمام تعلیمی اداروں کے ہزاروں طلباء نے شرکت کی۔ افغان ثور انقلاب کی خوشی میں روایتی رقص بھی ہوا اس دن عوام کو ثور انقلاب کی مبارکباد اور ان کو ثور انقلاب کی افادیت سے آگاہ کرنے کے لئے ایک پمفلٹ بھی تقسیم کیا گیا۔ اس کے اگلے دن ثور انقلاب کی خوشی میں رات کو یونیورسٹی ہاسٹل میں طلباء نے ایک تقریب کا انتظام کیا جو رات بھر جاری رہی۔

اس کے علاوہ پی۔ پی۔ ایس۔ اے کی ہدایت پر یوم ثور انقلاب لورالائی اور ژوب میں بھی اسی شان و شوکت سے منایا گیا۔ ژوب میں ثور انقلاب کے جلسے پر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت رجعتی قوتوں اور ریاستی پولیس نے حملہ کر کے جلسے کو درہم برہم کرنے کی کوشش اور بعد میں ریاستی پولیس نے سکول کے معصوم بچوں کو گرفتار کر لیا۔

اس کے علاوہ پی۔ پی۔ ایس۔ اے کی ممبر تنظیم پشتون سٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے اپنے آرگن "رنیا" کا خصوصی ثور انقلاب نمبر شائع کیا۔ جس میں ایک مرتبہ پھر عوام کو امریکی سامراج اور اور اس کے پٹھوؤں کے ہاتھوں بے گناہ افغان عوام کے قتل عام سے آگاہ کیا۔

(ب) یکم مئی ۱۹۸۲ء کو مزدوروں کا عالمی دن پاکستان پروگریسیو سٹوڈنٹس الائنس (P.P.S.A) کی ممبر تنظیموں نے پی۔ پی۔ ایس۔ اے کے فیصلے کے مطابق مختلف مزدور تنظیموں کے ساتھ مل کر منایا اور مزدوروں کو طلباء مزدور اتحاد کے نعرے کا عملی ثبوت پیش کیا۔

(ج) ۲۹ مئی ۱۹۸۲ء کو بلوچستان یونیورسٹی میں ایوبی آمریت کے ہاتھوں ۱۹۶۸ء میں موت کا شکار ہونے والے نوجوان طالب علم "ظریف شہید" کا یوم شہادت منایا گیا۔ اور اس سلسلے میں عوام کو روایتی فوجی آمریت کے ہتھکنڈوں، ظلم و جبر اور چیرہ دستیوں سے آگاہ کرنے کے لئے ایک پمفلٹ کا اجراء کیا گیا۔ یوم ظریف شہید لورالائی اور ژوب میں بھی منایا گیا۔

(د) ۱۱ جون کو پی۔ایس۔اے کے زیر اہتمام بلوچستان یونیورسٹی میں یوم حمید بلوچ شہید منایا جانا تھا۔ مگر جلسے کی رات ہی فوجی جنتا نے بوکھلاہٹ میں اپنی پوری ریاستی پولیس کو بلوچستان کے سب سے بڑے ادارے کی چوکیداری پر مامور کر دیا تاکہ کوئی جمہوریت پسند جمہوری عمل نہ کر سکے۔ رات ہی پوری ہاسٹل اور یونیورسٹی کے کونے کونے کو پولیس کی آماجگاہ بنا دیا گیا۔ اور گیارہ جون کی صبح سے ہی تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے کسی کو بھی یونیورسٹی کیمپس میں آنے کی اجازت نہ دی اور یہ عمل پورے دن جاری رہا۔

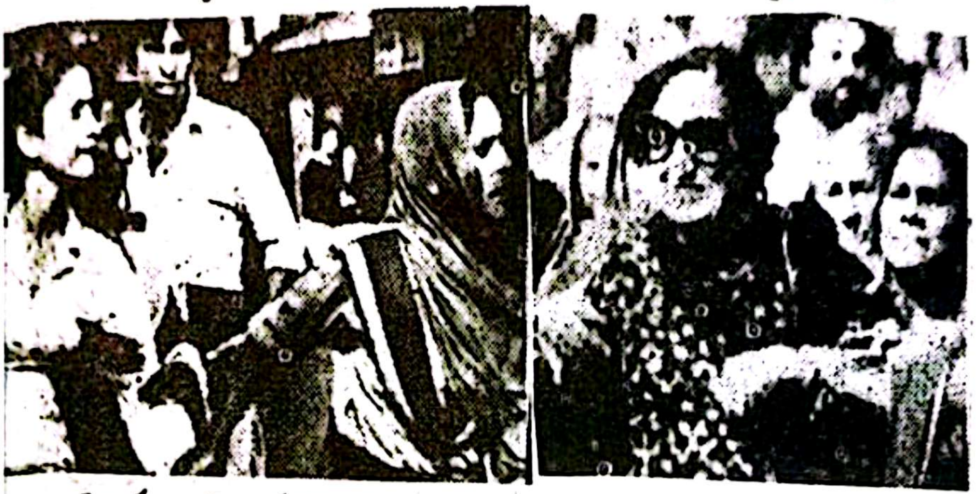
(ہ) ۲۲ جون ۱۹۸۲ء کو بلوچستان یونیورسٹی میں لبنان پر امریکی مل بھگت سے اسرائیلی حملے اور نام نہاد اسلامی ملکوں کی معنی خیز خاموشی کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ منعقد ہوا جس میں سیاسی کارکنوں اور وکلاء نے بھی شرکت کی اگرچہ فوجی جنتا نے فلسطین دشمن ہونے کے سبب مختلف ذرائع سے اس جلسے کو بھی منعقد نہ ہونے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ تاکہ آزادی پسند فلسطینیوں کی آواز کو ہر ممکنہ طریقے سے دبایا جائے اس موقعہ پر پاکستان پروگریسیو سٹوڈنٹس الائنس (بلوچستان) کی ممبر تنظیموں بی۔ایس۔او (عوامی) پی۔ایس۔او، پی۔ایس۔ایف، ایس۔ایس۔او، پی۔ایس۔او اور اتحادی تنظیم پی۔ایس۔ایف کے نمائندوں نے مسئلہ فلسطین پر امریکی سامراجی کردار پر نقطہ چینی کی۔ اور امریکہ اور اس کے بعض پٹھو نام نہاد مسلمان ملکوں کے فلسطین دشمن کردار کو واضح کیا۔ اور ساتھ ساتھ فلسطینی آزادی پسند مجاہدین کی ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا کہ آزاد فلسطین ریاست فلسطینیوں کا حق اور مقدر ہے کیونکہ دنیا کی تمام آزادی پسند ممالک اور قومیں روز روشن کی طرح ان کی حمایتی ہیں۔ اور کسی قیمت پر بھی فلسطین کو امریکی سامراج صہونیت اور اس کے پٹھو نام نہاد اسلامی ممالک اور دیگر بین الاقوامی سامراجی اور رجعتی قوتوں کا نوالہ تر بننے نہیں دیں گے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنے عملی کردار سے ثابت کر دکھایا ہے۔ جلسہ سے فلسطینی طلباء کے نمائندے نے بھی خطاب کیا۔ اور تفصیل سے بعض نام نہاد اسلامی ملکوں کی فلسطین دشمنی سے پردہ اٹھایا

صیہونیت کے بالمقابل سامی دشمنی (Anti. Semitism) (اینٹی اینٹی بہ معنی ضد دشمن اور سمیٹ یعنی سامی۔ وہ نسل جس سے یہودیوں کا بھی تعلق ہے) یعنی عام طور پر یہودیوں کے خلاف وہ دشمنانہ رویہ اور قانون (آئین) جو ہر طریقہ سے طبقاتی اور اجتماعی حقیقتوں سے آنکھیں بند کرتی ہے۔ اینٹی سمیٹیزم ہر جگہ پھوٹ ڈالنے اور حقیقی۔ اجتماعی اور سیاسی مسائل سے محنت کشوں کا توجہ ہٹانے کا سبب بنانے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اور تو اور عیز انسانی ، اجتماعی قتل عام ، اور ملک سے باہر نکالنے اور مہاجر بنانے کی صورت میں ، یا پھر مختلف طریقوں کے امتیازی سلوک اور ظالمانہ کارروائیوں اور عوام کے حقوق کو پاؤں کے نیچے روندنے ، اور بلاواسطہ اور بالواسطہ سخت گیریوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

اینٹی سمیٹیزم صیہونیت کی طرح صرف استحصال کرنے والے طبقوں اور ارتجاعی قوتوں کے مفاد میں ہے جو اس راہ میں طبقاتی جدوجہد اور محنت کشوں کے اتحاد کے مقابلہ میں رخنے ڈالتی ہے (رکاوٹیں پیدا کرتی ہے)۔

هغه ځوان چې دَ وطن په درد خوږېږي۔
که سل ځله پر ځ نويږي پورته کېږي۔
ماتږي زړکرته جار او صدقه کېږي۔
چې د مرګ پر پله ناست وي او خوځېږي۔

چار دیواری تو فی الحال ! چادر کہاں ؟



کراچی میں اسرائیل کے خلاف ہونے والے مظاہرے میں شریک خواتین کی ریاستی پولیس کے ہاتھوں بے حر

لبنان پر صیہونی جارحیت کے خلاف دنیا بھر کے آزادی پسند انسان دوست قوتوں نے نعرۂ احتجاج بلند کیا ہے۔ مگر سامراجی امریکہ اس کی ناجائز پیداوار اسرائیل اور ان کی ظاہر اور درپردہ ایجنٹ تو انسان دشمنی اور توسیع پسندی کے نشہ میں اس قدر مست ہیں کہ یہ چوں چراں ان کے لئے معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ ریگن بیگن ملاقات کے بعد بیگن نے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ لبنان پر صیہونی حملہ کافی دیر سے ہوا ہے۔ اور اس دیری میں ریگن کی رضامندی شامل تھی جبکہ میں نے (بیگن نے) ریگن کو ایک سال قبل ہی حملہ کے لئے کہا تھا۔ شاید ریگن کو ڈر تھا کہ کہیں ادھوری تیاری کی وجہ سے فلسطینی مجاہدین اور اُن کے سچے ہمدرد منہ توڑ جواب نہ دے دیں جس سے اُس کے پالتو کتے اسرائیل اور خود امریکہ کو زحمت اور ندامت کا منہ دیکھنا پڑے (ٹھا) اسی لئے سالوں سال کی تیاری اور منصوبہ بندی کے بعد بے گھر فلسطینی مجاہدین پر دنیا کے جدید ترین تباہ کن اسلحوں سے فلسطینی مجاہدین پر حملہ کر کے ہزاروں مرد عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو شہید زخمی یا کیمپوں سے بے گھر کر دیا گیا۔ کیونکہ امریکی سامراج کو فلسطینی مجاہدین کی کم وسائل کے باوجود ہمت غیرت اور جرأت نہیں بھاتی۔ کیونکہ فلسطینی مجاہدین شروع دن ہی سے سامراج مخالف پالیسیوں پر کاربند ہیں یہی تو وہ خاص بات ہے جو غلام فلسطینی علاقے کے قرب و جوار کے نام نہاد سامراجی پٹھو مسلمان ملکوں کے حکمران طبقوں کے لئے چبھن کا باعث ہے۔ کیونکہ مستقبل کی آزاد فلسطینی

ریاست ان حکمران طبقوں کے خونی چنگل ان کے غلام عوام کی شہ رگوں سے ہٹانے میں مدد دے گی اور یہ حکمران طبقے بھلا مظلوم خواری کش عوام کا خون چوسے بغیر کیسے زندہ رہیں گے ؟

نتیجے کے طور پر آزاد دنیا کے دوستوں کی طرح پاکستان کے جمہوریت پسند محنت کش عوام نے فلسطینی مجاہدین سے اظہار ہمدردی اور امریکی سامراج پر لعنت بھیجنے کے لیے احتجاجی مظاہرے ترتیب دئیے۔ بھلا پاکستان کی حکمران فوجی جنتا امریکی سامراج کی شان میں یہ گستاخی کس طرح برداشت کرسکتی تھی۔ چنانچہ فوجی آمریت نے فلسطینی دشمنی اور سامراج دوستی میں مکر و فریب اور شرم و حیا کا پردہ تک اٹھا پھینکا۔ کیونکہ اسی پرفریب پردے کی آڑ میں پاکستان کے نام نہاد حکمران طبقے سالوں سال سے فلسطینیوں کا خون بہاکر بھی اپنے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے فلسطین دوستی کا ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ خطے میں امریکی سامراج کے مذموم مقاصد پورا کرنے کے لئے اپنی حقیقت پنہاں رکھنے کے لئے اسلام کی دھول اڑائے ہوئے ہیں۔ ایسے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کو جنہیں اسلام اور قرآن پر ترس نہ آئے بھلا وہ فلسطینی عوام اور ان کے ہمدردوں پر ترس کیوں کھائیں ؟ اسی لئے تو پاکستان بھر میں فلسطینی مجاہدین کی حمایت اور امریکی سامراج کے خلاف ہونے والے ہر مظاہرے کو خواہ وہ طلباء کا ہو یا مزدوروں، کسانوں کا، جمہوریت پسند عوامی گروہوں کا ہو یا خواتین کا ہو کو ریاستی ظلم و جبر کے اداروں کے ذریعے دبانے کی کوشش کی گئی تاکہ فلسطینیوں کی حوصلہ افزائی اور سامراج کی ہزیمت آرائی نہ ہو سکے۔

پاکستان کے مختلف حصوں میں ہونے والے پرامن جلسوں اور مظاہروں کو طاقت کے بل بوتے پر درہم برہم کرنے کی کوشش کی گئی، ایک طرف اگر کراچی میں پروگریسیو سٹوڈنٹس الائنس (پی - پی - ایس - اے) کے احتجاجی مظاہرے پر لاٹھیوں اور سنگینوں کی بوچھاڑ سے اُن کو فلسطین دوستی کا مزہ چکھایا گیا تو دوسری طرف پہلی رمضان المبارک کو کراچی میں ہونے والے ایک عوامی مظاہرے کو ناکام بنانے کی کوشش میں ناکامی کے بعد جلوس کے شرکاء پر اندھا دھند لاٹھیاں برساکر شرکاء جلوس کو گرفتار کرلیا گیا۔ جلوس میں شریک قوم کی مسلمان ماؤں بہنوں بیٹیوں کو گھسیٹ کر ٹرکوں میں لادا گیا اور اُن کے

سروں کے دوپٹے اُن کے گلوں میں ڈال کر اُن کو چادر اور چار دیواری کی حقیقت سے آگاہ کیا تاکہ قوم کی کوئی ماں بہن آئندہ چادر اور چار دیواری کے تقدس کی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہے۔

اِس سارے ڈرامے کے پس پردہ سامراجی ہتھکنڈوں پر عمل کرتے ہوئے اخبارات میں حکمران طبقوں کی جانب سے فلسطینیوں سے نام نہاد ہمدردی اور اُن کے لئے چند ہزار روپے کی بے معنی امداد کو ہوّا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اِس سارے ڈرامے کا مقصد مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے بغیر امریکی مقاصد کو عملی جامہ پہنانا ہے اور یہ تمام گھناؤنا کھیل سامراجی مکروفریب کی ایک چال اور حصّہ ہے جس کا مقصد سادہ لوح مسلمان عوام کو الو بنانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ حقیقی دوست بڑی سے بڑی امداد اور قربانی دینے کے بعد بھی چرچا نہیں کرتے، کیونکہ اُن کا عمل یک رُخہ اور حقیقت پسندانہ ہوتا ہے۔ اور عوام نے تصویر کا یہ روشن پہلو شام، سامراج دشمن ایران اور دیگر حقیقی فلسطین دوست ملکوں کی جانب سے فلسطینی مجاہدین کے لئے جانی مالی عسکری امداد کے مظاہرے کے بعد دیکھ لیا۔ نیز انقلابی افغان عوام نے جو اپنے انقلاب کے دفاع میں جنگ کے ہنگامی حالتوں پر لڑنے اور اپنے وطن کو ناپاک سامراجی چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مصروفِ جہاد ہیں۔ تقریباً ۳ رجب کو کابل میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ افغان جیالے سپوتوں نے امریکی سفارت خانے کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کر کے امریکی سامراج کو اُس کی کمینگی کا احساس دلا کر فلسطینی عوام کی دل جوئی نہ کی!

لیکن لعنت ہو اُن بھیڑ کی کھال میں بھیڑیوں پر جو اسلام کے مقدس مبین دین کو امریکی مقاصد کے لئے مسلسل لتاڑ رہے ہیں اور اُن کو اِس مکروہ فعل میں ذرا بھی شرم نہیں آتی۔

ریگن بیگن مردہ باد!

فلسطینی مجاہدین اور عالمی انسانیت دوستوں کا اتحاد زندہ باد!

فلسطینی عوام کے پوشیدہ اور آشکارہ دشمن مردہ باد!